الوسیلہ کا حقیقی مفہوم !!!

تحریر☆محترمہ عطیہ خلیل عرب صاحبہ

بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذا ھو زاھق.

یہ انتہائی غمناک والمناک وافسوسناک حقیقت ہے کہ وہ مسلمان جو توحید ورسالت پر یقین رکھ[تے] ہیں، ان ہی میں ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو مشرکانہ رسوم اور بدعات کے اتنے خوگر ہو گئے ہیں کہ ا[نہوں نے] اس جہالت وضلالت ہی کو دین سمجھے ہوئے ہیں اس لئے نہ تو وہ حق کی جستجو کے لئے جدو جہد کرتے ہیں۔ اور [نہ] انہیں توبہ کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔

عوام کی اس جہالت اور گمراہی کے بہت کچھ ذمہ دار وہ مدعیان علم وخبر ہیں جو ''کتاب اللہ کی آیا[ت] میں من گھڑت تاویلیں کرنے اور من بھاتا مطلب نکالنے تک سے نہیں چوکتے۔

فیصل آباد پاکستان

عوام کو سب سے زیادہ فریب

وابتغوا الیہ الوسیلۃ

کے نام پر دیا جاتا ہے۔ کہ یہ دیکھو۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں حکم دیتا ہے کہ وسیلہ'' تلاش کرو۔ پس ا[نبیاء] شہداء اور اولیاء کے ''وسیلہ'' کے بغیر خدا تک رسائی ہی نہیں ہوسکتی۔ اور یہی ''وسیلہ'' کا عقیدہ پھیل کر قبروں [پر جا] کر مرادیں مانگنے، ان پر چادریں چڑھانے طواف کرنے، اولیاء اللہ کو حاضر وناظر جاننے، ان کے ناموں کی د[ہائی] دینے اور انہیں مصیبت کے وقت استمداد کے لئے پکارنے کی مشرکانہ صورتیں اختیار کر لیتا ہے۔

اس مضمون میں اسی آیت کی شرح وتفسیر مقصود ہے، تاکہ اہل بدعت نے جس آیت کو سب [سے] زیادہ اپنی ہوائے نفس کی کمین گاہ بنا رکھا ہے۔ اس کی معنوی تحریف اور غلط استدلال کا تار پود بکھر جائے اور لو[گ] سمجھ لیں کہ اس آیت کریمہ کا اصل منشاء اور مقصود مدلول کیا ہے۔

یاایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ (المائدہ) اس آیت سے اہل بدعت ا[ور] عقیدہ لوگ پیر پرستی اور غیر اللہ کو خدا تک رسائی کا ذریعہ بنانے کے لئے بزعم خود وجہ جواز پیش کرتے ہیں حا[لانکہ] قرآن کریم میں یہاں اور جہاں بھی الوسیلہ'' استعمال ہوا ہے اس سے مراد یہ نہیں ہے جو یہ لوگ لیتے ہیں۔

پہلے یہ دیکھنا ہے کہ ''الوسیلہ'' کے لغوی معنی کیا ہیں؟ اس لئے سب سے زیادہ معتبر اور مستند کتاب

راغب اصفہانی کی لغت ہے "مفردات راغب اصفہانی میں اس لفظ "الوسیلہ" کی لغوی تشریح ملاحظہ ہو۔

(وسل) الوسیلۃ التوصل یعنی کسی شے تک رغبت سے پہنچنا

الوسیلۃ التوصل الی الشئی برغبة وهی اخص من الوصیلة لتضمنها لمعنی الرغبة قال تعالیٰ ابتغوا الیه الوسیلة وحقیقة الوسیلة الی الله تعالیٰ مراعاة سبیله بالعلم' والعبادة و تحری مکارم الشریعة وهی کالقربة والواسل الی الله الراغب الیه(علامه راغب اصفهانی مفردات الفاظ القرآن صفحه 560)

"پہنچنا" اور یہ وسیلہ وصیلہ (بالصاد) سے صرف بمعنی رغبت کے خصوصیت رکھتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ وابتغوا الیه الوسیلة سے مراد صراط مستقیم پر علم' عبادت اور مکارم شریعت (اعمال صالحہ) کے بادصف گامزن رہنا ہے اس لئے قربت کے معنی صحیح ہیں اور الواسل کے معنی اللہ سے رغبت وقرب رکھنے والا ہے۔

مفسر گرامی علامہ محمد بن جریر الطبری فرماتے ہیں۔

(وابتغوا الیه الوسیلة) اطلبوا القربه الیه بالعمل بما یرضیه والوسیلة الفعیلة عن قول قائل توسلت الیه بکذا بمعنی تقرب الیه.

یعنی اللہ سے ایسے اعمال کیساتھ تقرب چاہو جو اس کی خوشنودی کا باعث ہوں۔"الوسیلہ" علی وزن فعیلہ ہے۔مثلاً کوئی کہے میں اس سے قریب ہوا۔تو وہ توسل تقرب ہی کے معنی میں استعمال ہوگا۔

اس کی دلیل میں عنترہ کا شعر ہے۔

ان الرجال لهم الیک وسیلة ان یاخذوک تکحلی و تخضبی

لوگ تیرا قرب حاصل کرنے کے لئے تجھے لینا چاہتے ہیں۔اس لئے تو سرمہ اور مہندی سے بناؤ سنگھار کرلے"

اس کی تائید میں دوسرا شعر ہے۔

اذا عقل الواشون عدنا لواصلنا نعاد التصافی بیننا والوسائل

چغل خوروں کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر ہم ملنے کا سامان کرلیں گے۔اور پھر ہمارے درمیان تقرب واخلاص لوٹ آئے گا۔

آگے لکھتے ہیں

وبمعنی الذی قلنا قال بعض اهل التاویل ذکر من قال ذالک حدثنابشار عن

سفیان عن ابی وائل ابتغوا الیه الوسیلة القربة فی الاعمال' وحدثنی' سفیان ابی طلحة عن ابی الایة فی المسئلة القربة وعن قتادة ای تقربوا الیه بطاعة والعمل بما یرضیه' عن ابی حذیفة قال حدثنا مشیل عن ابن ابی نجیح عن مجاهد وابتغوا الیه الوسیلة قال القربة

یعنی ہماری طرح بعض اہل تاویل نے بھی یہی معنی مراد لئے ہیں چنانچہ بشار'سفیان سے اور سفیان ابووائل سے راوی ہیں کہ

''الوسیلہ'' سے مراد قربت ہے۔ اعمال صالحہ سے اور اسی طرح سفیان ابوطلحہ سے اور وہ عطا سے راوی ہیں کہ اس آیت میں۔ وسیلہ کے معنی قربت کے ہیں اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ آیت مذکورہ میں حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کی خوشنودی کے کام کر کے اس سے تقرب حاصل کرو۔ اور ابوحذیفہ مشیل سے اور وہ ابن ابی نجیح سے اور حضرت مجاہد سے الوسیلۃ کے معنی ''القربت'' ہی روایت کئے ہیں (تفسیر ابن جریر الطبری 55)

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

(یاایھاالذین آمنو التقو الله) ای خافوالله بترک المنھیات (وابتغوا الیه الوسیلة) ای لا الی غیره (الوسیلة) الوسیلة الفعیلة من توسلت الیه اذا تقربت الیه. والوسیلة القربة التی ینبغی ان تطلب وبه قال ابو وائل ' والحسن 'مجاهد قتاده والسدی و ابن زید روی عن ابن عباس وعطاء وعبدالله بن کثیر قال فی تفسیره هذا الذی قاله هولاء الائمة لا خلاف بین المفسرین فیه والوسیلة ایضاً درجة فی الجنة مختصة برسول الله صلی الله علیه وسلم (البخاری)

یعنی ممنوعات و مکروہات کو چھوڑ کر خدا سے ڈرو خدا کے سوا اور کسی سے نہیں۔ ''الوسیلہ'' علی وزن فعیلہ ہے۔ گویا توسلت الیہ ء میں اس سے قریب ہوا اس لئے کہ الوسیلہ کے معنی ''القربۃ'' ہیں اور اللہ سے قربت ایسی نعمت ہے۔ جسے ضرور مانگنا چاہئے۔ اور اسی طرح حضرت ابووائل حضرت حسن' حضرت مجاہد قتادہ' سدی

اور ابن زید' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور عطا روایت کرتے ہیں کہ ''الوسیلہ'' سے مراد اعمال صالحہ سے قرب خداوندی حاصل کرنا ہے۔ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ الوسیلہ کے اس معنی میں ان ائمہ مفسرین اتفاق ہے۔ کسی ایک کو بھی اس تفسیر میں اختلاف نہیں۔ رحمہم اللہ تعالیٰ ورضی عنہم۔ اس کے ساتھ ساتھ الوسیلہ جنت میں ایک اعلیٰ منزل بھی ہے جو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے''

(اذان کے بعد جو دعا پڑھنے کا حکم ہے اس دعاء میں "ات محمد الوسیلة" سے مراد جنت کا یہی درجہ مراد ہے۔

تفسیر کبیر علامہ فخر الدین رازی میں ہے **وابتغوا الیه الوسیلة ای القربة بالعمل** یعنی الوسیلہ سے مراد عمل سے قربت حاصل کرنا ہے۔

علامہ ابن جریر الطبری اور علامہ ابن کثیر و علامہ رازی کی طرح سلف و خلف کے تمام مفسرین الوسیلہ کے اس معنی پر اتفاق رکھتے ہیں کہ "الوسیلہ سے اعمال صالحہ کے ذریعہ تقرب خداوندی حاصل کرنا مقصود ہے' ائمہ سلف میں امام ابن تیمیہ نے خاص طور پر مقالہ "**الواسطه بين الخلق والحق**" اپنے دیگر رسائل کے ساتھ تحریر فرمایا ہے۔ اس مقالہ کے تحریر کرنے کا سبب یہی تھا کہ دو شخص آپس میں بحث کر رہے تھے۔ ایک کہتا تھا کہ خدا اور بندہ کے درمیان کوئی وسیلہ یا واسطہ ضروری ہے۔ اور دوسرا اس کے خلاف تھا چنانچہ یہ مسئلہ امام صاحب کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ امام ابن تیمیہ کے جواب کا ترجمہ نقل کیا جاتا ہے۔

اگر اس شخص کی مراد یہ ہے کہ خدا اور بندہ کے درمیان واسطہ ضرور ہونا چاہئے جس سے بندوں کو یہ معلوم ہو کہ خدا کن اعمال سے ناخوش ہوتا ہے اور کن اعمال کو پسند فرما کر اپنے فرماں بردار بندوں پر انعام و رحمت کی بارش کرتا ہے اور کن نافرمانیوں اور بداعمالیوں سے بندے عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ نیز اللہ کی ذات والاصفات کو کیا نام زیبا اور شایان شان ہیں۔ ان تمام امور کی معرفت و ادراک سے عقل انسان عاجز و درماندہ ہے۔ اسلئے کسی ذریعہ یا واسطہ کی ضرورت پیش آتی ہے۔ چنانچہ اس قادر مطلق نے ہر دور میں اپنے رسول یعنی فرستادہ بندے دنیا میں بھیجے اور اس کے رسولوں پر ایمان لا کر عمل کرنے والے بلاشبہ راہ ہدایت پر ہیں۔

واما سوال السائل عن القطب او الغوث والفرد فهذا قول يقوله طوائف من الناس و يفسرونه بامور باطلة فى دين الاسلام مثل تفسير بعضهم ان الغوث هو الذى يكون مدد الخلائق بواسطة فى سفرهم و دفهم فهذا جنس قول النصارى فى المسيح بن مريم عليها السلام و الغالية فى على رضى الله تعالىٰ عنه فهذا كفر صريح......

(یعنی) دوسرے سائل کا یہ سوال کہ آیا غوث قطب' فرد کے بغیر بھی خدا تک رسائی ممکن ہے تو یہ چیز اب عام ہوگئی ہے۔ بعض لوگ اس طرح بے بنیاد اور باطل امور کو اسلام کا جزو بنا رہے ہیں۔ بعض لوگ غوث کی ایسی طاقت مانتے ہیں جس کی وساطت سے امداد خلائق ہوتی ہے اور یہ وہی غلو ہے جس نے ابن مریم کو ابن اللہ بنایا۔ اور اس غلو سے حضرت علی کو بھی نصیریوں نے یزدانی طاقتیں دے رکھی ہیں۔ نعوذ باللہ یہ سراسر کفر ہے"

من جعل بینه وبین الله الوسائط بتوکل علیهم ویدعوهم ویسئهلم کفراجماعاً
یعنی جس نے اپنے اور خدا کے درمیان کسی کو ذریعہ بنا کر اس پر بھروسہ کیا اس کو پکارا اور اس سے حاجت طلب کی تو اس نے بالا جماع کفر کیا (الجواب الکافی)

حضرت قتادہ نے فرمایا کہ خدا کی اطاعت اور اس کی مرضی کے مطابق اعمال سے اس کا قرب حاصل کرو۔ ابن زید نے یہی آیت تلاوت فرمائی تھی۔ (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

46180

اعمال صالحہ۔ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا روز محشر میں وسیلہ

فیطلبون القرب من الله بالاخلاص و طاعة فیما یرضیه و ترک مانهاهم عنه واعظم القرب التوحید الذی بعث الله به انبیائه ورسله واوجب علیهم العمل به والدعوة الیه وهو الذی یقربهم الی الله. ومن التوسل الیه باسمائه وصفاته کماقال تعالیٰ ولله الاسماء الحسنیٰ فادعوه بها و کما ورد فی الاذکار الماثورة من التوسل بها فی الدعوات ' اللهم انی اسئلک بان لک الحمد ا وغیر ذاک من الاعمال الصالحة الخالصة التی لایشبه الشرک فالتوسل الی الله بما یحبه ویرضاه لا بما یکرهه ویاباه من الشرک الذی نزه نفسه عنه بقوله (سبحان الله عما یشرکون)

قرب خداوندی اخلاق' اطاعت اور ایسے اعمال سے مانگتے ہیں جن سے وہ راضی اور خوش ہو۔ نہ کہ ایسے اعمال سے جن سے اس نے منع فرمایا ہے۔ اور خدا سے قرب کا سب سے بڑا ذریعہ اس کی وحدانیت کا اقرار ہے کہ اس نے اس پیغام کے ساتھ اپنے انبیاء اور رسولوں کو بھیجا۔ اس کا ان کو حکم دیا اور یہی وہ ذریعہ ہے جو ان کو خدا سے قریب کرتا ہے۔ توسل کی ایک شکل یہ ہے کہ اس کو اس کے ناموں اور صفات کے وسیلہ سے پکارو۔ یہی اس نے حکم دیا ہے۔ اور جیسا کہ بعض ادعیہ ماثورہ میں ہے کہ **اللهم انی اسئلک بان لک الحمد** (اس دعا میں خدا کے سامنے اس کی تعریف کا وسیلہ لیا گیا ہے)۔ اس کے علاوہ خدا سے قرب کا ذریعہ وہ نیک اعمال ہیں جو خالص اللہ کیلئے کئے گئے ہوں۔ اور جن میں شرک کا شائبہ نہ ہو۔

خدا کا قرب ان ہی اعمال سے حاصل کیا جا سکتا ہے جن سے وہ راضی اور خوش ہو' نہ کہ جن سے اللہ منع فرماتا ہو۔ خاص طور پر شرک۔ جس سے اس نے اپنی ذات کو پاک رکھا ہے۔ (**سبحان الله عما یشرکون**)

نہ صرف مفسرین وائمہ کرام' بلکہ مزاج شناس رسولؐ حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی قرآن کریم کے معانی

میں انتہائی احتیاط اور باریک بینی سے کام لیتے تھے اس کے باوجود فرماتے ہیں "ای سمـاء تظلني وای ارض تقلني اذاقلت في كتاب الله مالا اعلم"

(کونسا آسمان مجھے سایہ دے گا اور کونسی زمین مجھے پناہ دے گی اگر میں کتاب اللہ سے وہ معنی بیان کروں جو میں نہیں جانتا) اوران اہل بدعت کی یہ جرات کہ کتاب اللہ کو اپنی خواہشات کا تابع بنانا چاہتے ہیں۔

تفاسیر اور اقوال ائمہ سے یہ بات آفتاب کی طرح روشن اور ثابت ہے کہ "الوسیلہ" کا جو لفظ قرآن پاک میں آیا ہے اس سے مراد "اعمال صالحہ" کے ذریعہ قرب خداوندی حاصل کر کے اس کی رحمتوں کا سزاوار بنتا ہے اہل بدعت "الوسیلہ" سے یہ مراد لیتے ہیں کہ کسی ولی' قطب' اور پیر کو قرب خداوندی کا ذریعہ بنایا جائے یا مشکل کشا اور حاجب روا مانا جائے۔ تو یہ ان کی اختراع نفس اور بدترین قسم کی تفسیر بالرائے" ہے جس سے ایک طرف تو اس آیت کی معنوی تحریف ہوتی ہے۔ اور دوسری طرف شرک و بدعت کے لئے میدان ہموار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان فتنوں سے ہم مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین

الوسیلہ" قرآن کی روشنی میں

اہل بدعت ایک طرف اگر صرف اس ایک آیت "وابتغوا اليه الوسيلة" کا بزعم خود سہارا لے کر اور قرآن کریم میں معنوی تحریف کرنے کے بعد کسی ولی' قطب' یا شہید کی ذات مراد لیتے ہیں جس سے لا محالہ شرک فی الذات والصفات (باری تعالیٰ) قبر پرستی و پیر پرستی کی راہیں کھلتی ہیں اور غیر اللہ کی نذر و نیاز عرس' مزار اور مشرکانہ اشعار سے محفل سماع کا موقع ملتا ہے تو دوسری طرف سارے کا سارا قرآن کریم ہے جس کی شان نزول ہی شرک و بدعات کا قلع قمع کرنا اور بندوں کا صرف خدا سے عابد و معبود کی حیثیت سے رشتہ قائم کرنا ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ حضور کی ساری زندگی شرک و بدعات کے خلاف دعوت و تبلیغ سے اقوال و افعال سے سیرت و کردار سے جہاد میں گذری۔ ولقـد ارسلنـا في كل امة رسولاان اعبدوا الله واجتنبوا الطـاغوت اس طاغوت سے مراد صرف پتھر کے صنم ہی نہیں بلکہ ہر وہ شئے مراد ہے جس کو رب العالمین کے سوا معبود مان لیا گیا ہو

کیا "وسیلہ" سے اس غلط فہمی کا نتیجہ یہ نہیں ہوا کہ توحید کے پرستار ایک بار پھر ہزار ہا "پرستیوں" میں مبتلا ہو گئے۔ قیصر و کسریٰ کی حکومتوں سے خراج وصول کرنے والے بندوں کی قبروں کی آمدنی پر جی رہے ہیں لات و منات کی جگہ مقبروں اور تعزیوں نے لے لی ہے اور ان عقائد کے حاملوں کے اعمال [illegible] میں

اقوال وگفتار میں زمانہ جاہلیت کے مشرکین سے کس درجہ شرمناک مشابہت پائی جاتی ہے۔

زمانہ جاہلیت کے مشرکین بھی ذات باری تعالیٰ کے منکر نہ تھے ولئن سالتھم من خلق السموات والارض یقولن اللہ اور وہ بتوں کو قرب خداوندی کا وسیلہ بنا کر ان کی پرستش کرتے تھے۔ ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی" موجودہ دور میں قبر پرستی اور پیر پرستی کے لئے اہل بدعت بھی یہی غرض بناتے ہیں۔

اہل بدعت کی اس غلط فہمی کا ازالہ تو خود قرآن کریم ہی کی آیات سے ہوتا ہے۔

(الف) ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیامة وھم عن دعائھم غافلون واذا حشر الناس کانوا لھم اعداء وکانو بعبادتھم کفرین (الاحقاف)

اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہے جو پکارے اللہ کے سوا کسی ایسے کو کہ نہ پہنچے اس کی پکار کو روز قیامت اور ان کو خبر نہیں ان کے پکارنے کی اور جب لوگ جمع ہوں گے تو ان کے پوجنے کے سبب وہ ان کے دشمن ہوں گے"

(ب) قل افا تخذ تم من دونہ اولیاء لا یملکون لانفسھم نفعا ولا ضراً (الرعد)

کہہ پھر کیا تم نے بنا رکھے ہیں اس (یعنی اللہ تعالیٰ) کے سوا اس سے ایسے حمایتی جو مالک نہیں اپنے بھلے برے کے"

(ج) لہ دعوة الحق والذین یدعون من دونہ لا یستجیبون لھم بشئی الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما ھو ببالغہ وما دعاء الکافرین الافی ضلال (الرعد)

اسی کو پکارنا سچ ہے اور جن لوگوں کو پکارتے ہیں اس کے سوا وہ کام نہیں آتے ان کے کچھ بھی مگر جیسے کسی نے اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے کہ اس کے منہ تک آ پہنچے اور وہ کبھی نہ پہنچے گا اس تک جتنا پکارنا ہے کافروں کا وہ سب گمراہی ہے۔

(د) ذالکم اللہ ربکم لہ الملک والذین تدعون من دونہ فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا اولئک الذین یدعون یبتغون الی ربھم الوسیلة ایھم اقرب و یرجون رحمتہ و یخافون عذابہ ان عذاب ربک کان محذوراً

''الوسیلہ'' کے اس غلط مفہوم کے خلاف سارا قرآن مجید موجود ہے۔ بفرض محال اگر ''الوسیلہ'' کا یہی مفہوم جائز روا اور حقیقی ہوتا تو کوئی معمولی سوجھ بوجھ رکھنے والا شخص بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کسی ولی، قطب، غوث کی ذات کو افضل وارفع قرار نہیں دے گا۔ اور نہ کوئی انسان خدا کے نزدیک آپ ﷺ سے بڑھ کر معزز و مقرب اور محبوب ہو سکتا ہے۔ لہٰذا دنیا میں یہ مرتبہ بلند اگر کسی کو ملتا تو وہ صرف محمد رسول اللہ ﷺ

ہی کی ذات گرامی ہوتی۔لیکن ارشاد باری تعالیٰ

قل انی لا املک لکم ضرا ولا رشدا و قل انی لن یجیر نی من الله احد ولن اجد من دونه ملتحدا

تو کہہ میرے اختیار میں نہیں تمہارا نقصان اور نہ راہ پر لانا۔تو کہہ مجھے نہ بچائے گا اللہ کے ہاتھ سے کوئی اور نہ پاؤنگا اس کے سوا کہیں سرک رہنے کو جگہ۔

قل لا اقول لکم عندی خزائن الله ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک ان اتبع الا مایوحی الایة

''کہہ دے میں نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف اس چیز کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر وحی کی جاتی ہے''

قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم اله واحد فمن کا ن یرجوا القاء ربه فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادة ربه احداً

''کہہ میں بھی ایک آدمی ہوں جیسے تم حکم آتا ہے مجھ کو کہ معبود تمہارا ایک معبود ہے تو پھر جس کو امید ہو اپنے رب سے ملنے کی سو وہ کرے نیک کام اور شریک نہ کرے اپنے رب کی بندگی میں کسی کو''۔(کہف آخری رکوع)

لو کنت اعلم الغیب لا ستکثرت من الخیر وما مسنی السوء

''اگر میں جان لیا کرتا غیب کی بات تو بہت کچھ بھلائیاں حاصل کر لیتا اور مجھے کبھی برائی نہ پہنچتی۔''

ان آیات کی روشنی میں سرور کائنات فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات ومحبوب رب العالمین کو نفع نقصان پہنچانے کی قدرت نہیں (سورہ کہف کی آخری آیت میں آپ کی بشریت' توحید باری تعالیٰ کی دعوت اور اعمال صالحہ کی تلقین وشرک فی العبادت سے پرہیز کا اظہار ہے) تو پھر کسی پیر' قطب اور ولی کی کیا ہستی ہے جو کسی کی مشکل کشائی یا حاجت روائی کر سکیں۔

تقرب ومحبوبیت' افضلیت واکملیت کے باوصف آپؐ کے عمل وخوف کا یہ عالم احتیاط وفیروتنی کی یہ حالت کہ اگر کہیں کسی مقام پر بھی ربوبیت سے رسالت کی حدود کا ٹکراؤ دیکھ پائیں تو خشیت الٰہی سے لرزکر فرمائیں۔

اتجعلنی لله ندا؟ لا تقولوا ماشاء الله وشاء محمد بل قولوا ماشاء الله وحده

''یعنی ایک شخص کے یہ کہنے پر کہ''اللہ چاہیں اور آپ چاہیں'' حضور نے عتاب کا اظہار فرمایا اور کہا کیا تم نے مجھے خدا کا شریک بنادیا؟ یوں مت کہو کہ''جو اللہ اور محمد چاہے'' بلکہ یوں کہو کہ''جو اللہ تعالیٰ تنہا چاہے''

ایک متوازن سے متوازن انسان بھی اپنی تعریف سن کر خوش ضرور ہوتا ہے۔ خواہ زبان سے اظہار نہ کرے لیکن رحمۃ للعالمین کا یہ تقویٰ کہ اگر آپؐ کے جاں نثاران توحید؛ انت سیدنا'' کہیں تو فرمائیں بل السید ہو اللہ'' گویا رسالت کی حد تک تو اپنی عظمت و تعریف برداشت ہے۔ ورنہ شرک فی الصفات کے خوف سے اتنا غلو بھی گوارا نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ **قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ المسیح بن مریم علیھا السلام انما انا عبدہ و رسولہ**

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا سالت فاسئل من اللہ و اذا استعنت فاستعن باللہ (مشکوۃ)

''تم کو کچھ بھی مانگنا ہو خدا سے مانگو۔ اور جب بھی مدد چاہنا ہو تو خدا ہی سے مدد چاہو۔''

اس لئے کہ خدا کے سوا کسی کو بھی مشکل کشا یا حاجت روا سمجھنا خدا کی خدائی میں شریک کرنا ہے۔ اور **انّ الشرک لظلم عظیم** کے ساتھ ساتھ **ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذالک**'' ایک اٹل فیصلہ ربانی ہے اس''**ذنب لا یغفر**'' سے بچنے کے لئے شرک کی بعید تر مشابہت سے بھی اجتناب کرنا چاہئے کہ یہی ایمان اور توحید کا تقاضا ہے۔

اس طرح اگر کسی کے مزار پر عرس منانے چراغاں کرنے اور نذر و نیاز کی اجازت ہوتی تو اس کے لئے بھی صرف حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روضہء اقدس ہو سکتا تھا۔ لیکن چونکہ فتنہ قبور کی خطرناکی اور غلو فی الانبیاء والصالحین کے نتائج حضور کے پیش نظر تھے اس لئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو آپؐ نے تاکید فرمائی...... **لا تجعلوا قبری عیدا** میری قبر کو عید (میلہ) نہ بنالینا۔

ان ہی خطرات سے محفوظ رکھنے کے لئے آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی **اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد**'' الٰہی میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی پرستش کی جائے۔''وثن'' کے معنی کا اطلاق ہر اس شے پر ہو سکتا ہے جسے خدا کے سوا معبود بنالیا جائے۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

ایاکم و الغلو فانما اھلک من کان قبلکم الغلو (لحدیث)

خبردار! غلو سے ہمیشہ بچنا اس لئے کہ تم سے قبل جو لوگ تھے وہ اس غلو سے تباہ کئے گئے۔

آج نافرمانی کا یہ عالم ہے کہ ہماری نظروں سے ایسے اشعار بھی گذرتے ہیں جن کی نقل سے بھی ہاتھ لرزتے ہیں۔

ہمارے سرورعالم کا رتبہ کوئی کیا جانے
خدا سے ملنا جو چاہے محمد کو خدا جانے
وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر
اتر پڑا ہے مدینہ میں مصطفےٰ ہو کر

نعوذ باللہ من ذالک

اس مشرکانہ ذہنیت کے لوگوں کی اس مبالغہ آمیزی سے خود سرور کائنات کی روح پاک کو کس قدر اذیت ہوگی؟ **ومن یعص اللہ و رسولہ فقد ضل ضلالا مبینا**

لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ ابن مریم المسیح

کی نافرمانی کے لئے اس سے بڑی مثال پیش نہیں کی جاسکتی اس غلو فی الانبیاء نے عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ اور عزیر علیہ السلام کو بھی خدا کا بیٹا بنا کر نصاریٰ اور یہود کو قہر الٰہی کی نذر کیا اور یہی غلو مسلمانوں کو بھی تباہی کے گڑھے کی طرف لے جا رہا ہے۔

''الوسیلہ'' کا یہی مفہوم اگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی لیا کرتے تو وہ بھی تقویٰ، صالحیت عبادات، سب چھوڑ کر حضور اقدسؐ ہی کی ذات گرامی کو قرب خداوندی کا ذریعہ بنا لیتے۔ اور روضہ اقدس کی مجاوری ان کا پیشہ ہوتا۔ لیکن آثار صحابہؓ میں بھی اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ بلکہ ان مقدس ہستیوں کے اتقاء اور اتباع سنت پر سختی کا یہ عالم تھا کہ حضرت عمرؓ نے وہ درخت ہی کٹوا دیا جس کے سایہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت صلح حدیبیہ لی تھی۔ اس میں محض شرک کا خوف کارفرما تھا۔ اس لئے کہ بعض لوگ قصداً اس درخت کے سایہ میں نماز پڑھنے جانے لگے تھے۔

معرور بن سویدؓ فرماتے ہیں میں نے ایک بار حضرت عمرؓ کے ساتھ مکہ کے راستہ میں صبح کی نماز پڑھی آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگ ایک طرف جا رہے ہیں دریافت فرمایا کہ یہ لوگ کہاں جا رہے ہیں؟ عرض کیا گیا یا امیر المؤمنین! یہاں ایک مسجد ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔ یہ لوگ وہاں نماز پڑھنے جا رہے ہیں۔

آپ نے فرمایا

انما هلك من كان قبلكم بمثل هذا يتبعون آثار انبيائهم ويتخذونها كنائس وبيعاً

تم سے پہلے لوگ اس لئے ہلاک ہوئے کہ اپنے انبیاء کے آثار کی بھی اتباع کرتے تھے۔حتیٰ کہ ان کو عبادت گاہ (کلیسا اور معبد یہود) بنا کر چھوڑا۔"

ایک بار بھرے مجمع میں حضرت عمرؓ ہی نے دعا فرمائی۔اللهم انا كنا اذا اجد بنا لوسلنا نبيّنا فتسقينا وانا نتوسل بعم نبينا فيسقوا (بخاری)

الٰہی پہلے جب قحط پڑتا تھا تو ہم اپنے نبی کے توسل سے پانی مانگتے تھے۔اور تو ہمیں سیراب کر دیا کرتا تھا۔اب ہم اپنے نبی کے عم محترم (عباس بن عبدالمطلب) کے توسل سے پانی مانگتے ہیں تو انہیں سیراب کر،چنانچہ بارش ہوگئی (بخاری)

اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ نبی کریمؐ کی حیات طیبہ میں تو صحابہ کرام نے آپؐ کا وسیلہ لیا۔مگر بعد وفات نہیں لیا۔اس کی تائید میں امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

یہ اللہ سے کسی کا وسیلہ لینا جائز نہیں اس کو اس کے نام وصفات سے پکارو،بلکہ یہ بھی درست نہیں کہ الٰہی بحق فلاں نبی یا فلاں فرشتہ میری حاجت روائی کر۔" (درمختار)

خانوادہ نبوی کے چشم و چراغ سیدنا زین العابدین حسن بن حسینؓ نے ایک شخص کو دعا وسلام کی غرض سے قبر اقدس کے پاس جانے سے منع فرمایا اور کہا

الا احدثكم حديثا سمعته عن ابى عن جدى قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تجعلوا قبرى عيدا ولا تجعلوا بيوتكم قبوراً فصلا تكم تبلغنى حيث كنتم

کہ مجھ سے میرے پدر بزرگوار نے جد محترم سے روایت کی ہوئی جو حدیث بیان کی ہے کیا میں تمہیں نہ بتا دوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری قبر کو میلہ نہ بناؤ اور اپنے گھروں کو قبرستان نہ بنالو تمہارا درود وسلام تم جہاں بھی رہو مجھے پہنچتا رہے گا۔"

دراصل زمانہ جاہلیت میں غلو فی الانبیاء والصالحین سے بت پرستی اور قبر پرستی عام تھی۔اور یہی غلو فی الاولیاء والصالحین آج بھی بعض مسلمانوں کو گمراہی کی طرف لے جا رہا ہے۔

("الوسیلہ" کا مفہوم اور اولیاء اللہ)

ہم نے جن اولیاء کرام کے نام سنے اور تصانیف دیکھی ہیں ان میں سے کسی ایک نے بھی "الوسیلہ"

کا یہ مفہوم لے کر شرک وبدعت کا دروازہ نہیں کھولا اور نہ وہ مقدس بزرگ ان اہل بدعت کے ذمہ دار ہیں فتوح الغیب میں شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں؟

''اپنی تمام حاجتیں اللہ کے حضور پیش کرو اور تمام خلقت سے منہ موڑ کر اس کے آگے جھک جاؤ اپنے دلوں کو غیر اللہ سے پاک رکھو اور اس کے سوا کسی سے نفع نقصان کی امید نہ رکھو (الفتح البرہانی)

اس کے علاوہ غنیۃ الطالبین' شیخ جیلانی کی مشہور کتاب ہے۔ اس میں بھی بدعتوں سے احتراز کی سخت تاکید پائی جاتی ہے۔

شاہ ولی اللہ دہلوی کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ کے یہاں بھی ولایت وبیعت کا سلسلہ جاری تھا۔ آپ فرماتے ہیں۔

''مشرکین مکہ' بتوں کی روحوں کو توجہ کا مرکز قرار دیتے تھے' اور آج مسلمان قبروں کو سمجھتے ہیں'' (فوزالکبیر)

''انبیاء و اولیاء ہمہ بندگان خدانہ دخلے وتصرفے در کارخانہ جات الٰہی نہ دارد نہ درحیات نہ بعد ممات۔ (البلاغ المبین)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

''رفع شر یا دفع بلا کے لئے غیر اللہ کو پکارنا اور ان کو صاحب اختیار سمجھنا شرک ہے '' (تفسیر عزیزی)

استغاثة المخلوق بالمخلوق كاستغاثة المسجون بالمسجون (بايزيد بسطامی)

''استمداد واستعانت از اہل قبور بہر نہج کہ باشد جائز نیست (فتاویٰ)

''انبیاء اولیاء کی قبروں کو سجدہ کرنا طواف کرنا۔ ان سے مراد مانگنا' نذر و نیاز کرنا یہ سب ناجائز حرام ہے (مالا بدمنہ)

منهم الذين يدعون الانبياء والاولياء عندالحوائج والمصائب باعتقادان ارواهم حاضرة تسمع النداء و تعلم الحوائج وذالک شرک قبيح وجهل صريح قال الله تعالیٰ ومن اضل ممن يدعوا من دون الله (توشیح بحواله فاران)

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد سلطان العارفین قاضی حمید الدین ناگوری

فرماتے ہیں

''وہ لوگ جو انبیاء اور اولیاء کو حاجتوں اور مصائب میں اس اعتقاد کے ساتھ پکارتے ہیں کہ ان کی روحیں حاضر ہوتی ہیں اور پکارنے والوں کی ندا سنتی ہیں ان کی حاجتیں جانتی ہیں تو یہ شرک قبیح اور جہل صریح ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''جو لوگ غیر اللہ کو پکارتے ہیں ان سے بڑھ کر گمراہ کون ہوگا؟''

اسی طرح دیگر اولیاء اللہ نے شرک فی الذات والصفات باری تعالیٰ کو حرام قرار دیا ہے اور ان کے اقوال واعمال سے معلوم ہوتا ہے کہ ان بزرگوں نے ہمیشہ قرآن وسنت کو اپنا لائحہ عمل بنایا۔ اور رد شرک وبدعت کے ساتھ توحید کی علمبرداری کرتے ہوئے ان کی ساری کی ساری زندگیاں عبادت' تقویٰ اور ریاضت سے تزکیہ نفس میں گذر گئیں۔ **رحمھم اللہ تعالیٰ اجمعین)**

معلوم یہ ہوا کہ ''وسیلہ'' کا غلط مفہوم لیکر ان مشرکانہ رسوم کو اولیاء اللہ کی خوشنودی کے لئے ادا کرنا ان مقدس ہستیوں پر سراسر تہمت جوڑنا ہے بلاشبہ ان صالحین کی ارواح کو بھی اس لغوسرائی سے اذیت ہوتی ہوگی کہ......

به گرداب بلا افتاد کشتی
مدد کن یا معین الدین چشتی
حقیقت میں دیکھو تو خواجہ خدا ہے
ہمیں در پہ خواجہ کے سجدہ روا ہے
شیئاللہ چوں گدائے مستمند
المدد خواہم ز خواجہ نقشبند

نعوذ باللہ من ھذہ الھفوات و نستغفرہ قرآن پاک کی آیت کس طرح دوٹوک فیصلہ کرتی ہے۔

واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان

یعنی اے پیغمبر! جب میرا کوئی بندہ تم سے میرے متعلق دریافت کرے (کہ وہ کیونکر مجھ تک رسائی حاصل کرسکتا ہے) تو تم اس کو بتادو کہ میں تو اس کے پاس ہی ہوں (دور نہیں کہ رسائی کے لئے کسی ذریعہ اور مشقت کی ضرورت ہو) اور میں اس کی پکار سن کر قبول کرتا ہوں''

اس آیت کے بعد غیر اللہ سے استمد اد استعانت اور استغاثہ کے لئے کیا گنجائش رہ جاتی ہے۔ یہ وہ

اقرار ہے جو خدا اور بندے کے درمیان' خالق ومخلوق اور حاکم ومحکوم کا رشتہ قائم کر دیتا ہے۔ یہ وہ تعلق ہے جو ایاک نعبد و ایاک نستعین کہتے ہی صرف ایک ذات کو استعانت واستمداد کا مستحق اعلیٰ تسلیم کرتے ہوئے غیر اللہ کے خوف اور بندگی کا طوق انسانیت کی گردن سے اتار دیتا ہے۔ اور اس حقیقت کے ادراک کے بعد ہی ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین کا صحیح لطف آتا ہے۔

اس سے بڑھ کر ناشکری اور ظلم کیا ہوگا کہ اس قادر مطلق کے ساتھ اس کے بندوں کو بھی خدائی میں شریک ٹھہرایا جائے۔ ما لکم کیف تحکمون ؟ قرآن کریم موجود ہے۔ اور انسان عقل سے بھی محروم نہیں ہوا ہے۔ اگر متاع ہوش وخرد بھی غیر اللہ کی نذر نہ کی گئی ہو تو اجیب دعوۃ الداع اذا دعان کی تمثیل قرآن کریم میں نظر آتی ہے۔

ونوحاً اذا نادی من قبل فاستجبنا له فنجیناه واهله من الکرب العظیم

وایوب اذ نادی ربه انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین فاستجبنا له فکشفنا مابه من ضر الخ

وذ النون اذذهب مغاضباً الخ

ان انبیاء کی مثالوں سے اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کو پکارنے والوں پر حجت تمام کر دی ہے۔

الا ان للہ من فی السموات ومن فی الارض وما یتبع الذین یدعون من دون الله شرکاء ان یتبعون الا الظن وان هم الا یخرصون

(یاد رکھنا چاہئے کہ وہ تمام ہستیاں جو زمین وآسمان میں ہیں۔ سب اللہ ہی کی تابعدار اور فرماں بردار ہیں اور جو لوگ اللہ کے سوا (اپنے بنائے ہوئے) معبودوں کو پکارتے ہیں تم جانتے ہو وہ کس کی پیروی کرتے ہیں؟ (یقین وبصیرت کی نہیں) وہ تو محض وہم وگمان کے پیچھے چلتے ہیں۔ اس کے سوا کچھ نہیں کہہ دو (ہر بات میں) اپنی اٹکلیں دوڑاتے پھرتے ہیں"

فماذا بعد الحق الا الضلال" حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا ہے۔ عالم اسلام میں آج کتنے مسلمان ایسے ہیں جو کلمہ حق۔ لا الہ الا اللہ" کے عملی تقاضوں کو بھی پورا کرتے ہوں' کوئی پیر پرستی میں مبتلا ہے۔ تو کوئی نجومیوں اور اشتہاری پامستوں کے ہاتھوں توہم پرستی سے ایمان فروشی کر رہا ہے۔ کسی کو مفاد پرستی سے فرصت نہیں تو کوئی اقتدار کے نشے میں نفس پرستی کر رہا ہے اور موجودہ دور کا سب سے بڑا فتنہ یہی ہے

ربنا لا تزغ قلوبنا بعداً اذهدیتنا